تاریخ جمع قرآن

تالیف و تحقیق

مفتی ابوالحماد محمد اسرافیل حیدری المداری

www.Madaarimedia.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

کتاب کا نام : تاریخ جمع قرآن

مولف : حضرت علامہ مفتی ابو الحماد محمد اسرافیل حیدری المداری

پتہ : مدینۃ الاولیاء مکنپور شریف، کانپور نگر، اترپردیش (یوپی)

سن اشاعت : ۳ جولائی ۲۰۲۶

ناشر : مداری میڈیا (ڈیجیٹل پلیٹ فارم)

Download Link This Book
You can easily download the official PDF version of this book from:
madaarimedia.com

Note: This digital edition has been beautifully prepared and published by **Madaari Media** to spread authentic Islamic knowledge. Please download, read, and share it with your family and friends to protect and strengthen our Imaan.

تاریخ جمع قرآن

سوال :

کیا قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں مصحف کی صورت میں جمع ہو گیا تھا یا عہد صدیقی میں اسے مصحف کی شکل میں جمع کیا گیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرام میں سب سے پہلے حضور سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے قرآن مجید جمع فرمایا تاریخ جمعِ قرآنِ مجید پر بھرپور روشنی ڈالیں نیز قرآن مجید کے لکھنے والوں کاتبین وحی کے ناموں کی بھی وضاحت فرمائیں نیز مکاتیب و دستاویزات لکھنے والوں کے ناموں کی بھی تصریح فرمائیں

سائل: ابو فیصل حنفی مداری مقیم حال جدہ سعودی عرب.

الجواب بعون الملک الوھاب.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، مُنْزِلِ الْكِتَابِ، وَمُجْرِي السَّحَابِ، وَمُفَصِّلِ الْآيَاتِ، وَمُحْكِمِ الْبَيِّنَاتِ، الَّذِي أَنْزَلَ الْقُرْآنَ فُرْقَانًا، وَجَعَلَهُ لِلْمُتَّقِينَ هُدًى وَبُرْهَانًا، وَنَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِ عَبْدِهِ الْمُصْطَفَىٰ ﷺ تَنْزِيلًا، لَا يَعْتَرِيهِ تَحْرِيفٌ وَلَا تَبْدِيلٌ، وَلَا يَلْحَقُهُ زَيْغٌ وَلَا تَأْوِيلٌ، مَحْفُوظًا فِي الصُّدُورِ، مُثْبَتًا فِي السُّطُورِ، مَتْلُوًّا آنَاءَ اللَّيْلِ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ، بَاقِيًا بِبَقَاءِ اللّٰهِ مَا دَامَتِ السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ۔ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ ﷺ، إِمَامِ الْأَنْبِيَاءِ، وَخَاتَمِ الرُّسُلِ، الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْكِتَابُ وَالْحِكْمَةُ، فَبَلَّغَ الرِّسَالَةَ،

وَأَدَّى الْأَمَانَةَ، وَنَصَحَ الْأُمَّةَ، وَقَرَأَ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا، وَعَلَّمَهُ قَوْلًا وَفِعْلًا، حِفْظًا وَعَمَلًا، حَتَّىٰ صَارَ الْقُرْآنُ فِي عَهْدِهِ مَجْمُوعَ الْمَقَاصِدِ، مَضْبُوطَ الْأَلْفَاظِ، مُرَتَّبَ الْآيَاتِ، مَعْلُومَ السُّوَرِ، مَشْهُودًا عَلَيْهِ بِالْوَحْيِ، مَحْفُوظًا بِعَيْنِ الْعِنَايَةِ الْإِلٰهِيَّةِ۔

اما بعد! قرآنِ مجید کوئی جامد تصنیف نہیں، نہ محض ایک مکتوب کا مجموعہ ہے، بلکہ وہ کلامِ ربّانی، وحیِ آسمانی اور معجزۂ جاودانی ہے، جس کے ہر حرف میں ہدایت، ہر آیت میں نور، اور ہر سورت میں حکمت پوشیدہ ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خود نازل فرمایا، خود محفوظ رکھا، اور خود اس کی حفاظت کا اعلان فرمایا چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (سورة الحجر، آیت 9)

ترجمہ: بے شک ہم ہی نے اس ذکر (قرآن) کو نازل فرمایا ہے، اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت فرمانے والے ہیں۔ یہ آیت محض دعویٰ نہیں، بلکہ تاریخِ امتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ایک زندہ، متحرک اور مسلسل حقیقت ہے، جس کی سب سے روشن عملی تصویر جمعِ قرآنِ مجید کے مختلف مراحل میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ قرآنِ کریم کا نزول کسی ایک لمحے میں نہیں ہوا، بلکہ حالات، واقعات، سوالات اور ضروریات کے مطابق تیئیس برس کے عرصے میں تدریجاً نازل ہوا، جیسا کہ خود ارشادِ ربّانی ہے:

﴿وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنزِيلًا﴾ (سورة الإسراء، آیت 106)

ترجمہ: اور ہم نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کرکے نازل کیا، تاکہ (حبیب!) آپ اسے ٹھہر ٹھہر کر لوگوں پر پڑھیں، اور ہم نے اسے بتدریج اتارا۔

یہی تدریجی نزول درحقیقت جمعِ قرآن کے فہم کی بنیادی کلید ہے، کیونکہ قرآن مجید نہ تو یکبارگی ایک مصحف کی صورت میں نازل ہوا، اور نہ ہی ابتدا میں ایک جلد میں مدوّن تھا، بلکہ: نازل بھی ہو رہا تھا، یاد بھی کیا جا رہا تھا لکھا بھی جا رہا تھا پڑھا بھی جا رہا تھا اور عملاً نافذ بھی ہو رہا تھا یہی وجہ ہے کہ جمعِ قرآن کریم کا مسئلہ محض تاریخی نہیں، بلکہ علمی، اعتقادی اور ایمانی حیثیت رکھتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کی حفاظت کے لیے غیر معمولی اہتمام فرماتے، جیسا کہ قرآن حکیم خود اس کی شہادت دیتا ہے چناچہ ارشاد ہے:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ○ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ﴾ (سورة القيامة، آيات (17–16

ترجمہ: (اے حبیب!) آپ قرآن کو جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان نہ ہلائیں، بے شک اس کا جمع کرنا اور پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے۔ یہ آیات اس بات پر صریح دلیل ہیں کہ جمعِ قرآن کی اصل ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وعدۂ الٰہی کے اولین مظہر اور امین تھے۔ چنانچہ عہدِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں قرآن مجید سینوں میں محفوظ تھا، زبانوں پر جاری تھا، تحریر میں موجود تھا اور ترتیب میں متعین تھا. البتہ وہ ایک مصحف میں جمع نہ تھا، کیونکہ وحی کا دروازہ کھلا ہوا تھا، اور ناسخ و منسوخ کا امکان باقی تھا۔ فتحِ مکہ (رمضان 8 ہجری) کے بعد قرآنِ کریم کا نزول مکمل طور پر ختم نہیں ہوا بلکہ نبی کریم ﷺ کے وصالِ مبارک (ربیع الاول 11 ہجری) تک تقریباً ڈھائی سے تین سال تک وحی نازل ہوتی رہی۔ اس مدت میں متعدد سورتیں مکمل نازل ہوئیں اور بہت سی سورتوں کی آیات نازل ہوئیں۔

البتہ یہ سوال کہ "فتحِ مکہ کے بعد کتنی آیتیں نازل ہوئیں؟

"اس کا کوئی قطعی اور متفق علیہ عدد محدثین و مفسرین نے بیان نہیں کیا، کیونکہ قرآن کی آیات کی ترتیب نزولی ترتیب کے مطابق نہیں ہے، اور بہت سی سورتوں میں مکی و مدنی آیات باہم ملی ہوئی ہیں۔

فتحِ مکہ کے بعد نازل ہونے والی مشہور سورتیں

علمائے علوم القرآن نے کے نزدیک درج ذیل ہیں یا ان کا اکثر حصہ فتحِ مکہ کے بعد نازل ہوا: سورة النصر، سورة التوبہ فتحِ مکہ کے وقت حجۃ الوداع کے موقع سے نازل ہوئی، اور سورة المائدہ کی بعض آیات اور احکام اور سورة الصف، سورة الجمعۃ کی بعض آیات اور کچھ آیات سورة التغابن کے (بعض کے نزدیک) اور سورة الفتح

کی بعض آخری آیات اور سورۃ الحجرات کی بعض آیات اور سورۃ الممتحنہ اور سورۃ النور کی بعض متاخر آیات، سورۃ البقرۃ کی بعض آخری آیات اور سورۃ النساء کی بعض متاخر آیات ہیں۔

حجۃ الوداع اور اس کے بعد نازل ہونے والی مشہور آیات

1- آیتِ اکمالِ دین

﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (المائدۃ: 3)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی، اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

2- آیتِ ربا

﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللّٰهِ﴾ (البقرۃ: 281)

بہت سے صحابہ و تابعین کے نزدیک یہ قرآن کی آخری نازل ہونے والی آیات میں سے ہے۔

آخری نازل ہونے والی سورت

جمہور علماء کے نزدیک مکمل سورتوں میں سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورت "سُورَةُ النَّصْرِ" ہے۔ جو فتح مکہ کے وقت نازل ہوئی، امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ نصر نازل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے وصال کے قریب ہونے کو سمجھ لیا تھا۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

«وَكَانَ آخِرُ سُورَةٍ نَزَلَتْ بِتَمَامِهَا سُورَةُ النَّصْرِ» (الإتقان في علوم القرآن، النوع الأول)

ترجمہ: مکمل طور پر نازل ہونے وال ی آخری سورت سورۂ نصر ہے۔

علامہ زرکشی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

«اخْتَلَفُوا فِي آخِرِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ عَلَى أَقْوَالٍ كَثِيرَةٍ» (البرهان في علوم القرآن)

ترجمہ: قرآن کی آخری نازل ہونے والی آیات کے بارے میں علماء کے متعدد اقوال ہیں۔

خلاصہ یہ کہ فتحِ مکہ کے بعد تقریباً 2 سال 8 ماہ تک وحی نازل ہوتی رہی۔

اس مدت میں متعدد آیات نازل ہوئیں۔ ان کی صحیح تعداد متعین نہیں ہے اور نہ کسی معتبر مفسر یا محدث نے قطعی عدد بیان کیا ہے۔

مکمل سورتوں میں سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورت سورۂ نصر ہے۔

احکام کے اعتبار سے سورۂ مائدہ اور سورۂ توبہ کی متعدد آیات فتحِ مکہ کے بعد نازل ہوئیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد جب وحی منقطع ہوئی، تو تقدیرِ الٰہی کے مطابق جمعِ قرآن کے اگلے مراحل شروع ہوئے، جو خلافتِ راشدہ کے چار عظیم ستونوں — حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا• عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم — کے ذریعے تکمیل کو پہنچے۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں سے تاریخِ جمعِ قرآن ایک منظم، مدوّن اور تحقیقی موضوع کی صورت اختیار کرتی ہے، جس پر دشمنوں نے اعتراضات کیے، مستشرقین نے شکوک پھیلائے، اور جس کا جواب اہلِ حق نے دلائل، اسناد اور نصوص کے ساتھ دیا۔

عہدِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں جمعِ قرآنِ مجید

سب سے پہلے یہ بات اصولی طور پر طے کرنا ضروری ہے کہ عہدِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں "جمعِ قرآن" سے کیا مراد ہے؟

ائمۂ علومِ قرآن نے تصریح کی ہے کہ جمع کی دو صورتیں ہیں:

جمعٌ فی الصدور (سینوں میں جمع ہونا) اور جمعٌ فی السطور (تحریر میں جمع ہونا)

امام زرکشی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

«جَمْعُ الْقُرْآنِ يُطْلَقُ عَلَى حِفْظِهِ فِي الصُّدُورِ، وَعَلَى كِتَابَتِهِ فِي السُّطُورِ» (البرهان في علوم القرآن، للزركشي، ج 1، ص 238)

ترجمہ: قرآن مجید کے جمع ہونے کا اطلاق دو باتوں پر ہوتا ہے: (1) اس کا سینوں میں محفوظ ہونا (2) اس کا تحریر میں لکھا جانا اسی اصول کو سامنے رکھ کر ہم عہدِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جمعِ قرآن کا جائزہ لیں گے۔

عہدِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں جمعِ قرآن (فی الصدور)

قرآنِ مجید کا سب سے پہلا، مضبوط اور بنیادی تحفظ حفظ کے ذریعے ہوا۔ عرب قوم کا حافظہ غیر معمولی تھا، اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسی فطری صلاحیت کو وحی کے تحفظ کا ذریعہ بنایا۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حفظِ قرآن

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید خود یاد کروانے کی ضمانت دی: چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰٓ ۝ إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُ﴾ (سورة الأعلى، آيات 6–7)

ترجمہ: (حبیب!) ہم آپ کو قرآن پڑھوادیں گے، پھر آپ نہیں بھولیں گے، مگر جو اللہ چاہے۔

امام طبری علیہ الرحمہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

«أَيْ نُثَبِّتُهُ فِي صَدْرِكَ فَلَا تَنْسَاهُ»(تفسير الطبری، سورة الأعلى)

ترجمہ: یعنی ہم قرآن مجید کو آپ کے سینے میں ثابت کردیں گے، پس آپ اسے نہیں بھولیں گے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حفظِ قرآن

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ صرف قرآن سنتے بلکہ اسے یاد بھی کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ خود اس کی ترغیب دیتے تھے:

اور ارشاد فرماتے «خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ» (صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، حدیث: 5027)

ترجمہ: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

صحیح بخاری میں ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُتِلَ يَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ سَبْعُونَ رَجُلًا مِنَ الْقُرَّاءِ، وَكَانَ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ، وَكَانُوا يَحْتَطِبُونَ بِالنَّهَارِ، وَيُصَلُّونَ بِاللَّيْلِ، فَلَمَّا قُتِلُوا بَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ، عَصَتِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ.

(صحيح البخاری، كتاب المغازی، باب غزوة بئر معونه، حديث: 4090)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رض ی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بئرِ معونہ کے دن ستر آدمی شہید کیے گئے، جو سب قرآن کے حافظ اور قاری تھے، اور انہیں "قراء" کہا جاتا تھا۔ وہ دن م یں جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے (اور اپنی ضروریات پوری کرتے) اور رات کو عبادت اور نماز میں مشغول رہتے تھے۔

جب ان کی شہادت کی خبر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مہینہ تک نماز میں قنوت نازلہ پڑھی اور قبائل رِعل، ذَکوان اور عُصَیَّہ کے خلاف بددعا فرماتے رہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

بئرِ معونہ کا واقعہ سن 4 ہجری میں پیش آیا۔ یہ حضرات صحابہ تبلیغِ دین کے لیے بھیجے گئے تھے۔ دشمن قبائل نے دھوکہ دے کر ان پر حملہ کیا اور سب کو شہید کر دیا۔ اس واقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شدید صدمہ ہوا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قنوتِ نازلہ پڑھی (70) قراء شہید کیے گئے۔

یہ روایت صریح دلیل ہے کہ عہدِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں قرآن حفظ کرنے والوں کی باقاعدہ جماعت موجود تھی۔

عہدِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں جمعِ قرآن (فی السطور)

عہد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں صرف حفظ پر اکتفا نہیں کیا گیا، بلکہ قرآن مجید کو لکھوانے کا باقاعدہ اہتمام بھی فرمایا گیا۔

کاتبینِ وحی

متعدد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاتبِ وحی تھے، جن میں مشہور نام یہ ہیں:

(1) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(2) حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجھہ الکریم

(3) حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(4) حضرت خالد بن سعید رضی اللہ تالیٰ عنہ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

«كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نُؤَلِّفُ الْقُرْآنَ مِنَ الرِّقَاعِ»

(مسند أحمد، ج 5، ص 185 / الحاكم، المستدرك، 2/611 (صحيح)

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھ کر مختلف تحریری ٹکڑوں سے قرآن مجید کو مرتب کرتے تھے آپ خود فرماتے ہیں:۔

عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: «كُنْتُ جَارَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَكَانَ إِذَا نَزَلَ الْوَحْيُ بَعَثَ إِلَيَّ، فَكَتَبْتُ الْوَحْيَ، وَكُنَّا إِذَا ذَكَرْنَا الدُّنْيَا ذَكَرَنَا الدُّنْيَا مَعَهُ، وَإِذَا ذَكَرْنَا الْآخِرَةَ ذَكَرَنَا الْآخِرَةَ مَعَهُ، وَإِذَا ذَكَرْنَا الطَّعَامَ ذَكَرَنَا الطَّعَامَ، قَالَ: فَكُلُّ هَذَا أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ»

اور ایک روایت میں ہے:

«كَانَ كَاتِبَ كُتُبِ النَّبِيِّ ﷺ»

یعنی: "آپ ﷺ کے خطوط اور مکاتیب لکھنے والے تھے۔"

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "میں رسول اللہ ﷺ کا پڑوسی تھا۔ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ مجھے بلواتے، پس میں وحی لکھتا تھا۔ اور ہم جب دنیا کا ذکر کرتے تو آپ ﷺ بھی ہمارے ساتھ دنیا کی بات فرماتے، اور جب آخرت کا ذکر کرتے تو آخرت کا ذکر فرماتے، اور جب کھانے کا ذکر کرتے تو کھانے کی گفتگو فرماتے۔ یہ سب باتیں میں تمہیں رسول اللہ ﷺ سے بیان کر رہا ہوں۔"

اور دوسری روایت میں ہے کہ:

"حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے خطوط لکھنے والے تھے۔"

(سنن ابی داؤد حدیث: 2991 / طبقات ابن سعد، ج 2 / مسند احمد ابن حنبل، بعض الفاظ کے ساتھ)

یہ روایت حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منصبِ کتابتِ وحی، فقاہت، قربِ نبوی اور حسنِ صحبت پر روشن دلیل ہے۔

کتابت کے وسائل

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں قرآن مجید درج ذیل چیزوں پر لکھا جاتا تھا:

(1)العُسُب (کھجور کی چھال)

(2)اللِّخَاف (پتھر کی پتلی تختیاں)

(3)الأکتاف (جانوروں کی ہڈیاں)

(4)الرِّقاع (چمڑا)

امام سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

«وَكَانَ يُكْتَبُ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الرِّقَاعِ وَالْعُسُبِ وَالْأَكْتَافِ»

(الإتقان في علوم القرآن، ج 1، ص 60)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں قرآن کریم چمڑے، کھجور کی چھال اور ہڈیوں پر لکھا جاتا تھا۔

ترتیبِ آیات وسُوَر توقیفی ہے

یہ ایک نہایت اہم علمی نکتہ ہے کہ آیات کی ترتیب توقیفی تھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود ارشاد فرماتے تھے کہ کون سی آیت کہاں رکھی جائے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: »كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الشَّيْءُ دَعَا بَعْضَ مَنْ يَكْتُبُ فَيَقُولُ: ضَعُوا هَذِهِ الْآيَاتِ فِي السُّورَةِ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا كَذَا وَكَذَا«۔(سنن الترمذی، حدیث: 3086) (حسن)

ترجمہ نبی کریم صلی اللہ تعالی پر جب کوئی (قرآنی وحی کا) حصہ نازل ہوتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لکھنے والوں میں سے کسی کو بلاتے اور فرماتے: "ان آیات کو اس سورت میں رکھو جس میں فلاں فلاں (واقعہ یا مضمون) کا ذکر ہے۔"

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآنِ مجید کی آیات کی ترتیب خود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت سے ہوتی تھی۔

کاتبینِ وحی (جیسے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحضرت سیدنا علی کرم اللہ وجھہ وغیرہ) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے آیات کو مخصوص سورتوں میں درج کرتے تھے۔ اس سے قرآن مجید کی ترتیبِ آیات کا توقیفی (اللہ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ کے حکم سے مقرر) ہونا ثابت ہوتا ہے۔ آیات و سورتوں کی ترتیب متعین تھی مگر ایک مصحف میں جمع نہیں کیا گیا کیونکہ وحی جاری تھی، ناسخ و منسوخ کا دور باقی تھا،

اسی لیے امام ابو شامۃ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

«لَمْ يُجْمَعْ فِي مُصْحَفٍ وَاحِدٍ لِاسْتِمْرَارِ النُّزُولِ»(المرشد الوجيز، ص 28)

ترجمہ: قرآن مجید ایک مصحف میں اس لیے جمع نہ کیا گیا کہ وحی کا نزول جاری تھا۔

عہدِ صدیقی میں جمع قرآنِ مجید

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے ساتھ ہی وحیِ الٰہی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اب قرآنِ کریم نزول کے مرحلے سے نکل کر تحفظ و تدوین کے مرحلے میں داخل ہو چکا تھا۔ اگرچہ قرآن حکیم عہدِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں صدور و سطور دونوں میں محفوظ تھا، تاہم امت کو درپیش نئے حالات نے ایک جامع، مدوّن اور متفق علیہ مصحف کی ضرورت کو نمایاں کر دیا۔ یہ مرحلہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آیا، اور یہی وہ موڑ ہے جہاں جمعِ قرآن بمعنی تدوینِ مصحف پہلی مرتبہ تاریخ میں وقوع پذیر ہوا۔

خلافتِ صدیقی کے اوائل میں مسیلمہ کذّاب کے خلاف جنگِ یمامہ (11ھ) پیش آئی، جس میں قرآن مجید کے حفاظ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی بڑی تعداد شہید ہوئی۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس تاریخی پس منظر کو یوں بیان کرتے ہیں:

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: «أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ، وَعِنْدَهُ عُمَرُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ، وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ، فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ۔ قُلْتُ لِعُمَرَ: كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ عُمَرُ: هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ۔ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِذَلِكَ، وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ۔ قَالَ زَيْدٌ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ، لَا نَتَّهِمُكَ، وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ۔ فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ۔ قُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ ﷺ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ۔ فَلَمْ يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ۔ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ، حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ، لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ إِلَى آخِرِهَا۔

فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ، ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ، ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ»

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "جنگِ یمامہ میں قراءِ قرآن کی شہادت کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا، اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس موجود تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عمر میرے پاس آئے اور کہا کہ جنگِ یمامہ میں بہت سے قراءِ قرآن شہید ہوگئے ہیں، اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر دوسرے مقامات پر بھی قراء اسی طرح شہید ہوتے رہے تو قرآن کا بڑا حصہ ضائع ہو جائے گا، لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن کو جمع کرنے کا حکم دیں، میں نے عمر سے کہا: آپ وہ کام کیسے کریں گے جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا؟ حضرت عمر نے کہا: اللہ کی قسم! یہ کام بہتر ہے۔ پھر عمر بار بار مجھ سے گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اس کام کے لیے کھول دیا..."

پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "میں قرآن کو کھجور کی شاخوں، پتھروں کی تختیوں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرنے لگا"

(صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، حدیث: 4986)

یہ حدیث جمعِ قرآنِ مجید کے تاریخی عمل کی اصل بنیاد اور نہایت عظیم سند ہے۔

یہ سانحہ محض ایک جنگی نقصان نہ تھا، بلکہ قرآن مجید کے حفاظتی نظام کے لیے ایک تنبیہ تھی۔

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دور اندیشی

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حالات کا باریک بینی سے جائزہ لیا اور یہ خدشہ محسوس کیا کہ: اگر حفاظ یکے بعد دیگرے شہید ہوتے رہے تو کہیں قرآن مجید کے محفوظ ہونے میں خلل نہ آجائے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

«فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي أَخْشَىٰ أَنْ يَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنْ تَجْمَعُوهُ»

(صحيح البخاري، حديث: 4986)

ترجمہ: حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اسی طرح حفاظ شہید ہوتے رہے تو قرآن کریم کا بہت سا حصہ (حفاظ کے ساتھ) چلا جائے گا، اس لیے میرا خیال ہے کہ آپ قرآن کریم کو مصحف میں جمع کر دیں۔ یہ محض رائے نہ تھی، بلکہ فقہِ مصلحت اور حفاظتِ شریعت کا اعلیٰ نمونہ تھی۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تردد اور اصولی احتیاط

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدا میں اس تجویز کو قبول کرنے میں توقف فرمایا، اور یہ توقف دیانت و اتباعِ سنت کی اعلیٰ مثال تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

«كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟»

[صحیح البخاری، حدیث: 4986]

ترجمہ: میں وہ کام کیسے کروں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا؟

لیکن جب حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بار بار وضاحت کی کہ یہ اقدام بدعت نہیں بلکہ مصلحتِ شرعیہ ہے، تو بالآخر اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل کھول دیا۔ چنانچہ بخاری کی روایت میں ہے:

«فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي حَتَّىٰ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِذَٰلِكَ»

(صحیح البخاری، حدیث: 4986)

ترجمہ: حضرت عمر برابر مجھ سے بات کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اس کام کے لیے کھول دیا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب

اس عظیم ذمہ داری کے لیے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتخب کیا گیا، اور یہ انتخاب محض اتفاق نہ تھا۔ حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

«إِنَّكَ شَابٌّ عَاقِلٌ، وَلَا نَتَّهِمُكَ، وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ»

(صحیح البخاری، حدیث: 4986)

ترجمہ: تم نوجوان ہو، عقل مند ہو، ہم تم پر کوئی تہمت نہیں لگاتے، اور تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے وحی لکھتے رہے ہو۔

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اس ذمہ داری کے بوجھ کو یوں بیان کرتے ہیں:

«فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ»

(صحیح البخاری، حدیث: 4986)

ترجمہ: اللہ کی قسم! اگر مجھے پہاڑ اٹھانے کا حکم دیا جاتا تو وہ بھی اس حکم سے ہلکا ہوتا جو مجھے دیا گیا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن جمع کرنے میں نہایت سخت اور محتاط اصول اپنائے:

کوئی آیت اس وقت تک قبول نہ کی جاتی جب تک وہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لکھی ہوئی ثابت نہ ہو، ہر آیت کے لیے کم از کم دو صحابہ کی گواہی لی جاتی۔

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ، فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ، وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا، فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ. قُلْتُ لِعُمَرَ: كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ عُمَرُ: هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ. فَلَمْ يَزَلْ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِذَلِكَ، وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ. قَالَ زَيْدٌ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ، لَا نَتَّهِمُكَ، وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ. قَالَ زَيْدٌ: فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ. قُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ. فَلَمْ يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ. فَكُنْتُ أَتَتَبَّعُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ، حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ، لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ...﴾ إِلَى آخِرِهَا. فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ، ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ، ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ.

(صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، حدیث: 4986)

ترجمہ : حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنگِ یمامہ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس تھے۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ عمر میرے پاس آئے اور کہا: یمامہ کے دن بہت سے قرّاء شہید ہو گئے ہیں، اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر مختلف مقامات پر اسی طرح قرّاء شہید ہوتے رہے تو قرآن کا بڑا حصہ ضائع ہو جائے گا، اس لیے میری رائے ہے کہ آپ قرآن کو جمع کرنے کا حکم دیں۔

میں نے عمر سے کہا: آپ ایسا کام کیسے کریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا؟ حضرت عمر نے کہا: اللہ کی قسم! یہ کام بہتر ہے۔ پھر وہ مجھے سمجھاتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی اسی بات کے لیے کھول دیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا: تم ایک نوجوان، سمجھدار اور قابلِ اعتماد شخص ہو، اور تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے وحی لکھا کرتے تھے، اس لیے قرآن مجید کو تلاش کر کے جمع کرو۔ زید کہتے ہیں: اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے کسی پہاڑ کو اپنی جگہ سے منتقل کرنے کا حکم دیتے تو وہ بھی میرے لیے اتنا بھاری نہ ہوتا جتنا قرآن جمع کرنے کا حکم تھا۔ "پھر میں قرآن کو کھجور کی شاخوں، پتھروں کی تختیوں اور لوگوں کے سینوں (یادداشت) سے تلاش کر کے جمع کرتا رہا"، یہاں تک کہ سورۃ التوبہ کی آخری آیات مجھے ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس ملیں، جو کسی اور کے پاس نہ تھیں۔ پھر وہ صحیفے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہے، ان کی وفات کے بعد حضرت سیدنا عمر کے پاس رہے، اور ان کی وفات کے بعد ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ رہے۔ یہاں واضح رہے کہ حفظ مددگار تھا اصل اعتماد تحریری وحی پر تھا. قرآن حکیم کا یہ پہلا مدوّن نسخہ: حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اور پھر ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ رہا۔

امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

«وَكَانَ الْمُصْحَفُ عِنْدَ حَفْصَةَ حَتَّىٰ أَرْسَلَ إِلَيْهَا عُثْمَانُ»

(الإتقان في علوم القرآن، ج 1، ص 59)

ترجمہ: یہ مصحف حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واپس بھیج دیا

عہدِ صدیقی میں جمعِ قرآن:

پہلی مرتبہ قرآن مجید حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں سرکاری طور پر ایک مصحف میں ہوا، کسی نئی قراءت کا اضافہ نہیں کیا گیا نہ کسی آیت میں کمی ہوئی نہ کسی ترتیب میں تبدیلی ہوئی بلکہ عہدِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے محفوظ قرآن کو مدوّن کیا گیا. اس ی لیے امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: «إِنَّمَا كَانَ جَمْعُ أَبِي بَكْرٍ جَمْعَ حِفْظٍ وَتَوْثِيقٍ» (فتح الباري، ج9، ص12) ترجمہ: حضرت ابو بکر رض ی اللہ تعالیٰ عنہ کا جمع کرنا دراصل حفاظت اور توثیق کا جمع تھا۔

کاتبینِ وحی و مکاتیبِ نبوی

(صحاح، مسانید، سنن اور مصنفات کی روشنی میں)

نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو اسباب اختیار فرمائے، ان میں کتابتِ وحی کو بنیادی مقام حاصل ہے۔ اسی طرح اسلامی ریاست کے قیام کے بعد خطوط، معاہدات، امان نامے اور دعوتی مکاتیب کے لیے الگ کاتبین مقرر فرمائے گئے۔

ائمۂ حدیث و سیر نے واضح کیا ہے کہ ہر کاتبِ وحی، کاتبِ مکاتیب نہیں اور ہر کاتبِ مکاتیب، کاتبِ وحی نہیں تھا.

کاتبِ وحی کی تعریف

امام زرکشی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

«كُتَّابُ الْوَحْيِ هُمُ الَّذِينَ كَانُوا يَكْتُبُونَ الْقُرْآنَ عِنْدَ نُزُولِهِ»

(البرهان في علوم القرآن، ج 1، ص 239)

ترجمہ: کاتبینِ وحی وہ ہیں جو نزول وحی کے وقت قرآن حکیم کو لکھتے تھے۔

کاتبینِ وحی — تعداد اور نام

ائمۂ سیر و حدیث کا اتفاق ہے کہ کاتبینِ وحی کی تعداد محدود تھی، جبکہ کاتبینِ مکاتیب کی تعداد زیادہ تھی.

امام سیوطی علیہ الرحمہ تصریح فرماتے ہیں:

«كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ نَحْوٌ مِنْ أَرْبَعِينَ كَاتِبًا، وَأَخَصُّهُمْ كُتَّابُ الْوَحْيِ»

(الإتقان في علوم القرآن، ج1، ص129)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقریباً چالیس کاتب تھے، جن میں خاص طور پر کاتبینِ وحی ممتاز تھے۔

یہ عبارت کاتبینِ مکاتیب سمیت مجموعی تعداد کو بیان کرتی ہے، نہ کہ صرف کاتبینِ وحی کو۔

صحاح ومسانید وسنن سے ثابت شدہ کاتبینِ وحی

اب ہم صرف ان حضرات کو ذکر کریں گے جن کا وحی لکھنا حدیثِ صحیح یا حسن سے ثابت ہے۔

(1) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

«كُنْتُ أَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ»

(صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، حدیث: 4986)

(صحیح مسلم، حدیث: 2465)

ترجمہ: میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے وحی لکھا کرتا تھا۔

آپ اجماعاً رئیس الکاتبین تھے۔

(2) حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مسند احمد ومصنف ابن ابی شیبہ میں ہے.

«وَكَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَكْتُبُ الْوَحْيَ»

(مسند أحمد، ج5، ص135) (مصنف ابن أبي شيبة، ج6، ص126)

ترجمہ: حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحی لکھا کرتے تھے۔

(3) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں سنن نسائی و مسند احمد میں ہے.

«كَانَ عَلِيٌّ يَكْتُبُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ»

(سنن النسائي، خصائص علي، حديث: 110)

(مسند أحمد، ج 1، ص 84)

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لکھتے تھے۔

الطبقات الکبریٰ میں امام محمد بن سعد (متوفی 230ھ) نے کاتبینِ وحی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

وكان علي بن أبي طالب يكتب الوحي لرسول الله ﷺ.

(الطبقات الکبریٰ، ج 2، ذکر کُتّاب الوحي)

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے وحی لکھا کرتے تھے۔

یہ کتاب قدیم ترین تاریخی مصادر میں سے ہے اور محدثین کے نزدیک معتبر ماخذ ہے۔

حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نہ صرف کاتب وحی تھے بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں انفرادی طور پر آپ کرم اللہ وجہہ اول جامع القرآن بھی تھے۔

چنانچہ مصنف ابن أبي شيبة کتاب الفضائل- ماذکر في جمع عليّ القرآن میں روایت ہے:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: آلَيْتُ أَنْ لَا أَرْتَدِيَ رِدَائِي إِلَّا إِلَى صَلَاةٍ حَتَّى أَجْمَعَ الْقُرْآنَ.

(مصنف ابن أبي شيبة، ج 6، ص 148، رقم الأثر: 30686 – طبع مكتبة الرشد)

ترجمہ: حضرت عبدِ خیر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا: "میں نے قسم کھالی ہے کہ نماز کے لیے ہی اپنی چادر اوڑھوں گا، یہاں تک کہ میں قرآن کو جمع کرلوں۔"

فضائل الصحابۃ میں حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی مفہوم کا اثر روایت کیا ہے:

حَدَّثنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: حَدَّثنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: آلَيْتُ أَنْ لَا أَضَعَ رِدَائِي عَنْ عَاتِقِي حَتَّى أَجْمَعَ الْقُرْآنَ.

(فضائل الصحابۃ، ج2، ص573، رقم: 972)

ترجمہ: حضرت عبدِ خیر حضرت سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: "میں نے قسم کھائی کہ جب تک میں قرآن کو جمع نہ کرلوں، اپنی چادر اپنے کندھے سے نہیں اتاروں گا۔"

الطبقات الکبریٰ میں امام ابن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا:

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَبْرَةَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، قَالَ: لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَقْبَلَ عَلِيٌّ عَلَى الْقُرْآنِ فَجَمَعَهُ.

(الطبقات الکبریٰ، ج2، ص338)

ترجمہ: عبدِ خیر بیان کرتے ہیں: "جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصحف قرآن مجید کی جمع و تدوین کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے جمع کیا۔"

اس روایت سے واضح ہے کہ حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجھہ الکریم انفرادی طور پر اول جامع القرآن ہیں۔

المستدرک علی الصحیحین میں امام حاکم علیہ الرحمہ نے روایت بیان کیا ہے:

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَقْسَمْتُ أَنْ لَا أَرْتَدِيَ رِدَائِي إِلَّا إِلَى صَلَاةٍ حَتَّى أَجْمَعَ الْقُرْآنَ.

(المستدرک، ج3، ص112)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: "جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو میں نے قسم کھائی کہ نماز کے علاوہ اپنی چادر نہ اوڑھوں گا، یہاں تک کہ میں قرآن کو جمع کرلوں۔"

امام حاکم علیہ الرحمہ نے کہا: "ھذا حدیث صحیح الإسناد"

امام طبری علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر میں سُدّی کے طریق سے ایک اثر ذکر کیا ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ، عَنِ السُّدِّيِّ، قَالَ: لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَلَسَ عَلِيٌّ فِي بَيْتِهِ فَجَمَعَ الْقُرْآنَ.

(تفسير الطبري، ذيل بعض الآيات المتعلقة بجمع القرآن)

ترجمہ: انہوں (سدی) نے کہا: "جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور قرآن مجید کو جمع کیا۔" یہ روایت السدي (إسماعيل بن عبد الرحمن السدي) سے ہے، جو تابعی ہیں۔ ابن سیرین کی روایت (جسے طبری نے بھی ذکر کیا) اگرچہ یہ سُدّی کا طریق نہیں، مگر امام طبری نے اسی مفہوم کو دیگر طرق سے بھی ذکر کیا ہے:

حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ جَمَعَ الْقُرْآنَ بَعْدَ مَوْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

(تفسير الطبري)

ترجمہ: "بے شک حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد قرآن مجید کو جمع کیا۔"

ان مرویات سے معلوم ہوتا ہے کہ انفرادی طور پر سب سے پہلے مصحف قرآن مجید کی جمع و تدوین میں حضرت سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو اولیت حاصل ہے. یہ سرکاری جمعِ قرآن (جو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے ہوا) سے مختلف ہے۔

(4) حضرت خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں سنن ابی داؤد میں ہے:

«وَكَانَ خَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ يَكْتُبُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ»

(سنن أبي داود، حديث: 2988)

(مصنف عبد الرزاق، ج5، ص439)

ترجمہ: خالد بن سعید رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لکھتے تھے۔

(5) حضرت حنظلہ بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلیے مسند احمد میں رقم ہے:

«وَكَانَ حَنْظَلَةُ بْنُ الرَّبِيعِ مِنْ كُتَّابِ النَّبِيِّ ﷺ»

(مسند أحمد، ج4، ص191)

(طبقات ابن سعد، ج2، ص361)

ترجمہ: حنظلہ بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کاتبوں میں سے تھے۔

(6) عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کے بارے میں بھی منقول ہے کہ وہ کاتب وحی تھا.

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مسند احمد میں ایک کاتب وحی کی روایت منقول ہے:

«كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ قَدْ قَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ، وَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ، فَلَحِقَ بِالْمُشْرِكِينَ، فَقَالُوا: هَذَا كَانَ يَكْتُبُ لِمُحَمَّدٍ، فَأُعْجِبُوا بِهِ، فَمَا لَبِثَ أَنْ قَصَمَ اللَّهُ عُنُقَهُ فِيهِمْ، فَحَفَرُوا لَهُ فَوَارَوْهُ، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، ثُمَّ عَادُوا فَحَفَرُوا لَهُ، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَقَالُوا: هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا، فَحَفَرُوا لَهُ فَأَعْمَقُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَعَلِمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ، فَأَلْقَوْهُ»

(مسند أحمد، ج1) ابن حبان.)

ترجمہ ایک انصاری شخص تھا جس نے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھ لی تھیں، اور وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے وحی لکھا کرتا تھا۔ پھر وہ اسلام سے پھر گیا (مرتد ہو گیا) اور مشرکین سے جاملا۔ مشرکین کہنے لگے: یہ وہ شخص ہے جو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ کے لیے لکھا کرتا تھا، چنانچہ وہ اس سے

متاثر ہوئے۔ زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر دیا۔ انہوں نے اسے دفن کیا، مگر صبح ہوئی تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا۔ انہوں نے دوبارہ دفن کیا، پھر صبح زمین نے اسے نکال باہر کیا۔ انہوں نے کہا: یہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے کہ انہوں نے ہمارے آدمی کی قبر کھود دی ہے۔ پھر انہوں نے گہری قبر کھودی، لیکن صبح زمین نے پھر اسے باہر پھینک دیا۔ تب انہیں یقین ہو گیا کہ یہ انسانوں کا کام نہیں، چنانچہ انہوں نے اسے یونہی چھوڑ دیا۔ اس روایت میں نام کی صراحت نہیں ہے. ل یکن عبد اللہ ابن سعد ابن ابی سرح کے بارے میں مروی ہے کہ وہ بھی مرتد ہو گیا تھا پھر ارتداد سے رجوع کر کے توبہ کر لی تھی. "ثم تاب" (پھر توبہ ک ی) کا مسئلہ. یعنی بعض روایات میں یہ آیا ہے کہ اس نے بعد میں توبہ کی تھی، اور بعض اہلِ علم نے اسے ان لوگوں میں شمار کیا ہے جنہوں نے ارتداد کے بعد رجوع کیا۔ البتہ مسند احمد کی مشہور روایت میں توبہ کر لینے کا صریح ذکر نہیں بلکہ اس کی بد انجامی کا ذکر ہے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی کتابت شرفِ عظیم تھا۔ اور ارتداد کا انجام سخت ہوتا ہے۔ یہ واقعہ نبوت کی صداقت کی نشانیوں میں شمار کیا گیا ہے۔

زمین کا اسے قبول نہ کرنا بطورِ عبرت تھا۔

سنن ابی داؤد میں ایک روایت حضرت سعید ابن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسطرح مروی ہے:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ أَمَّنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النَّاسَ إِلَّا أَرْبَعَةَ نَفَرٍ وَامْرَأَتَيْنِ، وَقَالَ: اقْتُلُوهُمْ وَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمْ مُتَعَلِّقِينَ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَ ةِ؛ عِكْرِمَةَ ابْنَ أَبِي جَهْلٍ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ خَطَلٍ، وَمِقْيَسَ بْنَ صُبَابَةَ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ. فَأَمَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خَطَلٍ فَأُدْرِكَ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقُتِلَ، وَأَمَّا مِقْيَسُ بْنُ صُبَابَةَ فَأَدْرَكَ فِي السُّوقِ فَقُتِلَ، وَأَمَّا عِكْرِمَةُ فَرَكِبَ الْبَحْرَ، فَأَصَابَهُمْ عَاصِفٌ، فَقَالَ أَصْحَابُ السَّفِينَةِ: أَخْلِصُوا فَإِنَّ آلِهَتَكُمْ لَا تُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا هَاهُنَا، فَقَالَ عِكْرِمَةُ: وَاللَّهِ لَئِنْ لَمْ يُنْجِنِي فِي الْبَحْرِ إِلَّا الْإِخْلَاصُ، لَا يُنْجِينِي فِي الْبَرِّ غَيْرُهُ، اللَّهُمَّ إِنَّ لَكَ عَلَيَّ عَهْدًا إِنْ أَنْتَ عَافَيْتَنِي مِمَّا أَنَا فِيهِ أَنْ آتِيَ مُحَمَّدًا ﷺ حَتَّى أَضَعَ يَدِي فِي يَدِهِ، فَلَأَجِدَنَّهُ عَفُوًّا كَرِيمًا، فَجَاءَ فَأَسْلَمَ. وَأَمَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ فَإِنَّهُ اخْتَبَأَ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَلَمَّا دَعَا رَسُولُ اللّ ّهِ ﷺ النَّاسَ إِلَى الْبَيْعَةِ جَاءَ بِهِ عُثْمَانُ، فَأَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ بَايِعْ عَبْدَ اللَّهِ. فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثَلَاثًا، كُلُّ ذَلِكَ يَأْبَى، فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ،

ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ يَقُومُ إِلَى هَذَا حِينَ رَآنِي كَفَفْتُ يَدِي عَنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلَهُ؟ فَقَالُوا: مَا نَدْرِي يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا فِي نَفْسِكَ، أَلَا أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ؟ قَالَ: إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ تَكُونَ لَهُ خَائِنَةُ الْأَعْيُنِ.

ترجمہ: سعید بن ابی سعید سے روایت ہے: جب فتح مکہ کا دن آیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عام لوگوں کو امان دے دی، سوائے چار آدمیوں اور دو عورتوں کے، اور فرمایا: انہیں قتل کر دو اگرچہ انہیں کعبہ کے پردوں سے لپٹے ہوئے پاؤ۔ (ان میں) عکرمہ بن ابی جہل، عبد اللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ اور عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح تھے۔

عبد اللہ بن خطل کعبہ کے پردے سے لپٹا ہوا پکڑا گیا اور قتل کر دیا گیا۔ مقیس بازار میں پکڑا گیا اور قتل کیا گیا۔ عکرمہ سمندر کی طرف بھاگ گیا، طوفان آیا، اس نے اخلاص کے ساتھ دعا کی، پھر واپس آکر اسلام قبول کر لیا۔

اور عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چھپ گیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت کے لیے لوگوں کو بلایا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں لے آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! عبد اللہ کی بیعت قبول فرمالیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ سر اٹھا کر دیکھا اور ہر بار توقف فرمایا، پھر تیسری مرتبہ ان کی بیعت قبول فرمالی۔ پھر صحابہ سے فرمایا: "کیا تم میں کوئی سمجھدار آدمی نہ تھا جو اس وقت کھڑا ہو جاتا جب میں نے اس کی بیعت سے ہاتھ روکے رکھا تھا اور اسے قتل کر دیتا؟"

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: ہمیں آپ کے دل کی بات معلوم نہ تھی، آپ نے ہمیں آنکھ سے اشارہ کیوں نہ کیا؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "نبی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ اس کی آنکھوں میں خیانت ہو (یعنی خفیہ اشارہ کرے)۔"

واضح ہو کہ عبد اللہ بن ابی سرح پہلے مرتد ہو گیا تھا۔

فتح مکہ کے وقت اس کا قتل مقرر تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفاعت سے ان کی بیعت قبول ہوئی۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ نے خفیہ اشارہ نہ کرنے کی وجہ نبوی شان کے مطابق بیان فرمائی۔ کہا جاتا ہے کہ بعد میں وہ سچے مسلمان رہے اور اسلامی خدمات انجام دیں۔

ائمۂ تحقیق (س یو طی، زر کشی، ابن حجر علیھم الرحمہ) کے تقابل سے ثابت ہو تا ہے کہ:

کاتبینِ وحی تقریباً 7 سے 10 حضرات تھے

(جن کا وح ی لکھنا صحیح یا حسن روایت سے ثابت ہے)

کاتبینِ مکاتیب (خطوط و معاہدات)

تعریف: یہ وہ صحابۂ کرام تھے جو بادشاہوں کو خطوط، معاہدات، امان نامے اور سرکاری دستاویزات لکھتے تھے۔

مشہور کاتبینِ مکاتیب

(1) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (آپ وح ی اور مکاتیب دونوں کے کاتب تھے)

«أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَتَعَلَّمَ كِتَابَ الْيَهُودِ»

(صحیح البخاری، حدیث: 7195. ح یدری)

ترجمہ: رسول اللہ صل ی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہودیوں کی تحریر سیکھنے کا حکم دیا۔

(2) حضرت س یدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجھہ

(3)حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں صحیح مسلم کی ایک عجیب و غریب روایت:

قال: حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَعْقِرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا النَّضْرُ - وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْيَمَامِيُّ - حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ الْمُسْلِمُونَ لَا يَنْظُرُونَ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ وَلَا يُقَاعِدُونَهُ، فَقَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، ثَلَاثٌ أَعْطِنِيهِنَّ. قَالَ: «نَعَمْ». قَالَ: عِنْدِي أَحْسَنُ الْعَرَبِ وَأَجْمَلُهُ، أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ، أُزَوِّجُكَهَا. قَالَ: «نَعَمْ».قَالَ: وَمُعَاوِيَةُ تَجْعَلُهُ كَاتِبًا بَيْنَ يَدَيْكَ. قَالَ: «نَعَمْ». قَالَ: وَتُؤَمِّرُنِي حَتَّى أُقَاتِلَ الْكُفَّارَ كَمَا كُنْتُ أُقَاتِلُ الْمُسْلِمِينَ. قَالَ: «نَعَمْ».قَالَ أَبُو زُمَيْلٍ: وَلَوْلَا أَنَّهُ طَلَبَ ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ مَا أَعْطَاهُ ذَلِكَ، لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُسْأَلُ شَيْئًا إِلَّا قَالَ: «نَعَمْ».

(صحیح مسلم، ج4، ص1945، ح2501)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ: مسلمان لوگ ابو سفیان کی طرف (اہمیت کی نظر سے) نہ یں دیکھتے تھے اور نہ ہی ان کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھے تین چیزیں عطا فرمایئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ انہوں نے کہا: میرے پاس عرب کی سب سے خوبصورت اور بہترین عورت، امِّ حبیبہ بنت ابی سفیان ہے، میں ان کا نکاح آپ سے کر دیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ انہوں نے کہا: اور معاویہ کو آپ اپنے سامنے (اپنا) کاتب مقرر کر لیجیے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ انہوں نے کہا: اور مجھے امیر مقرر کیجیے تاکہ میں کفار سے اسی طرح جنگ کروں جس طرح پہلے مسلمانوں سے جنگ کیا کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔

راوی ابو زمیل کہتے ہیں: اگر ابو سفیان یہ چیزیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے طلب نہ کرتے تو آپ انہیں یہ عطا نہ فرماتے، کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جب بھی کوئی چیز مانگی جاتی تو آپ "ہاں" ہی فرماتے تھے۔

حدیث کی جرح و تحقیق و تاریخی اِشکال

یہ روایت تاریخی طور پر سخت محلِّ اشکال ہے:

ابو سفیان بن حرب فتح مکہ (8 ہجری) م یں اسلام لائے۔

جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے ہجرت حبشہ کے موقع سے ہوا تھا۔

چنانچہ سنن ابی داوٗد و مسند احمد میں روایت ہے: امام ابو داود نے اپن ی کتاب سنن ابی داود میں یہ روایت نقل کی ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ، وَهِيَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ، زَوَّجَهَا إِيَّاهُ النَّجَاشِيُّ، وَأَمْهَرَهَا عَنْهُ أَرْبَعَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ، وَبَعَثَ بِهَا إِلَيْهِ مَعَ شُرَحْبِيلَ بْنِ حَسَنَةَ.

(سنن أبي داود، کتاب النکاح)

ترجمہ: حضرت جابر رض ی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے امّ حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے نکاح فرمایا جبکہ وہ حبشہ میں تھیں۔ نجاشی نے ان کا نکاح آپ سے کیا، اور آپ کی طرف سے چار ہزار درہم مہر ادا کیا، اور انہیں شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ مدینہ منورہ بھیج دیا۔

اور وامام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسند احمد میں روایت کیا:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رضي الله عنها أَنَّ النَّجَاشِيَّ زَوَّجَهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَأَمْهَرَهَا أَرْبَعَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ، وَجَهَّزَهَا مِنْ عِنْدِهِ، وَبَعَثَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

ترجمہ: حضرت امّ حب یبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: نجاش ی نے میرا نکاح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کیا، اور چار ہزار درہم مہر مقرر کیا، اور اپنی طرف سے مجھے سامان دے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف روانہ کیا۔

شرح امام نووی میں مسلم کی حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

وَاعْلَمْ أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ مِنَ الْأَحَادِيثِ الْمَشْهُورَة

یہ حدیث ان مشہور احادیث میں سے ہے جن میں اشکال پایا جاتا ہے۔ مزید لکھتے ہیں:

وَالَّذِي فِي مُسْلِمٍ هُنَا أَنَّهُ زَوَّجَهَا أَبُو سُفْيَانَ غَرِيبٌ جِدًّا.

یعنی مسلم کی یہ روایت کہ ابو سفیان نے نکاح کرایا، نہایت عجیب ہے۔ اسی غریب حدیث کو بنیاد بنا کر لوگ حضرت معاویہ ابن سفیان کو خال المؤمنین کہنے کا پروپگینڈہ کرتے ہیں جبکہ کسی اور ازواج مطہرات کے بھائی کو خال المؤمنین کہنے کی بات کوئی نہیں کرتا۔

ابن حزم کی جرح

ابن حزم جو ابن تیمیہ کے خاص شاگرد ہیں لکھتے ہیں:

هَذَا الْحَدِيثُ وَهْمٌ مِنْ بَعْضِ الرُّوَاةِ.

یعنی یہ حدیث بعض راویوں کا وہم ہے۔ اور ایک روایت میں کہا: مَوْضُوعٌ یعنی یہ موضوع (من گھڑت) ہے۔ انہوں نے علت بیان کی کہ اس میں خرابی راوی عکرمہ بن عمار کی طرف سے ہے۔

اس روایت کی سند میں اشکال پایا جاتا ہے. اس حدیث میں ایک اہم راوی ہے: عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ اہلِ جرح و تعدیل نے اس کے بارے میں لکھا: اختلاط کا شکار ہوا۔ بعض روایات میں وہم کرتا تھا۔ خاص طور پر ابو زمیل سے روایت میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ روایت سنداً بھی محلِّ کلام ہے۔

متنی اضطراب

روایت کے متن میں تین امور ہیں:

(1) ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا نکاح۔

(2) حضرت معاویہ کو کاتب بنانا۔

(3) حضرت ابو سفیان کو امیر بنانا. پہلا امر تاریخی طور پر غلط ثابت ہے۔

جب متن کا ایک حصہ قطعی تاریخی حقیقت کے خلاف ہو تو پوری روایت مشتبہ ہو جاتی ہے۔ مسند احمد ابن حنبل میں ہے کہ حضرت معاویہ ابن سفیان حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں لکھتے تھے حضرت معاویہ کے کاتب ہونے کے بارے میں جو روایت مسند احمد میں آئی ہے، اس کی مکمل سند و متن درج ذیل ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ، حَدَّثَنِي شُرَيْحُ بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَ: قَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ رضي الله عنه: كُنْتُ أَكْتُبُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ لِي: «لَا تَضَعِ الْقَلَمَ عَلَى أُذُنِكَ، فَإِنَّهُ أَذْكَرُ لِلْمُمْلِي». وفي بعض الروايات عنده: «كَانَ مُعَاوِيَةُ يَكْتُبُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ».

(مسند أحمد، مسند الشاميين، حديث معاوية رضي الله عنه)

ترجمہ: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: م یں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لکھا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: "قلم کو اپنے کان پر نہ رکھو، ک یونکہ یہ املا کرانے والے (یعنی بولنے والے) کے ل یے زیادہ یاد دہانی کا سبب بنتا ہے۔" اور ایک روایت میں ہے: "معاویہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے لکھا کرتے تھے۔" یہ روایت اس بات کی صراحت کرتی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے سامنے کتابت کرتے تھے۔ محدثین نے اسے حضرت معاویہ کے "کاتبِ رسول" ہونے ک ی دلیل میں ذکر کیا ہے۔ یہ روایت مسند احمد میں مسند اہلِ شام کے ضمن میں وارد ہوئی ہے۔

کسی بھی حدیث کی اصل کتاب میں (صحاح ستہ، مسند احمد، سنن، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن اب ی شیبہ وغیرہ)

کوئی مرفوع یا موقوف روایت ایسی موجود نہیں جس میں صراحت کے ساتھ یہ الفاظ ہوں کہ: جناب معاویہ ابن سفیان وحی لکھتے تھے یا "كان من كتّاب الوحي" یا آپ کاتبین وحی میں سے تھے. البتہ حدیثی کتابوں میں جو ثابت ہے، وہ یہ ہے:

"كَانَ مُعَاوِيَةُ يَكْتُبُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ"

(ترجمہ: معاویہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لکھتے تھے)

(مسند احمد، رقم: 2937)

یہاں "الوح ی" کا لفظ موجود نہ یں. حدیثی اصطلاح میں: "يكتب بين يدي النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم" آیا ہے یہ مطلق کتابت ہے

اور "يكتب الوحي" یہ خاص کتابتِ وحی ہے

جب تک قید (الوحی) نہ آئے اسے کاتبِ وحی کہنا حدیثی طور پر درست نہیں.

الاکمال میں صاحب مشکوٰۃ محمد بن عبد اللہ الخطیب تبریزی المتوفی 741 ھ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

وهو أحد الذين كتبوا لرسول الله ﷺ، وقيل لم يكتب له من الوحي شيئا إنما يكتب له كتبة

(الإكمال في أسماء الرجال:99)

ترجمہ: حضرت معاویہ ان میں سے ایک ہیں جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لکھا کرتے تھے۔اور ایسا کہا گیا ہے کہ معاویہ نے وحی میں سے کچھ نہیں لکھا بلکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے (خطوط و رسائل) لکھا کرتے تھے۔

علامہ ذہبی سیر اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں :

وَنَقَلَ الْمُفَضَّلُ الْغُلَابِيُّ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْكُوفِيِّ قَالَ: كَانَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ كَاتِبَ الْوَحْيِ، وَكَانَ مُعَاوِيَةُ كَاتِبًا فِيمَا بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الْعَرَبِ.

(سیر أعلام النبلاء،ج3،ص 123)

ترجمہ: مفضل غلابی نے ابو الحسن کوفی سے نقل کیا کہ زید بن ثابت وحی لکھنے والے تھے، اور معاویہ (فتح مکہ کے بعد) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور عربوں کے درمیان کچھ (مراسلات) لکھنے والے تھے۔

امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں.

وَقَالَ الْمَدَائِنِيُّ: كَانَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ يَكْتُبُ الْوَحْيَ، وَكَانَ مُعَاوِيَةُ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَرَبِ.

(الإصابة في تمييز الصحابة،ج6،ص153)

ترجمہ: مدائنی نے کہا: زید بن ثابت وحی لکھتے تھے، اور معاویہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور عربوں کے درمیان (خط وکتابت) لکھتے تھے۔

ان دونوں متقدم مصادر میں واضح فرق بیان کیا گیا ہے:

زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ صریح لفظ ہے "كَاتِبَ الْوَحْيِ / يَكْتُبُ الْوَحْيَ" جبکہ معاویہ ابن سفیان کے بارے میں تعبیر یہ ہے:" كَاتِبًا فِيمَا بَيْنَ النَّبِيِّ وَبَيْنَ الْعَرَبِ،يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَرَبِ" جو صریح طور پر مکاتیب ومراسلات کی کتابت پر دلالت کرتی ہے،نہ کہ کاتب وحی ہونے پر. مجھے ایسا لگتاہے کہ چونکہ حضور سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجھہ الکریم چونکہ جامع القرآن اور کاتب وحی مشہور تھے اسلئے حضرت معاویہ ابن سفیان رضی اللہ عنہ کے عشاق نے ان کو بھی کاتب وحی مشہور کرنے کی کوشش کی تاکہ لوگوں میں ان کی وقعت کسی بات میں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجھہ کے برابر دکھنے لگے (واللہ اعلم بالصواب)

میں واضح طور پر کہہ سکتاہوں کہ حدیثی روایات میں سند معتبر کے ساتھ کہیں آپ کوکاتب والوحی، یا کان من کتاب الوحی، یا یکتب الوحی صراحت کے ساتھ میرے علم کے مطابق نہیں لکھاہے حتیٰ کہ

صحیح بخاری میں — نہیں ہے۔

صحیح مسلم میں — نہیں ہے۔

سنن ابو داود میں — نہیں ہے۔

جامع ترمذی میں — نہیں ہے۔

سنن نسائی میں — نہیں ہے۔

سنن ابن ماجہ میں — نہیں ہے۔

مصنف عبد الرزاق میں بھی — نہیں ہے۔

مصنف ابن أبي شيبة میں بھی — نہیں ہے۔

مسند احمد ابن حنبل میں — نہیں ہے۔

دار القطنی میں — نہیں ہے۔

سنن الدارمی میں— نہیں ہے۔

السُنَنِ الکبریٰ للبیہقی میں بھی — نہ یں ہے۔

پھر "کاتبِ وحی" کہاں سے آیا؟ یہ بات حدیث کی کتابوں سے نہیں بلکہ میری معلومات کے مطابق کتبِ تراجم (الاستیعاب، اسد الغابہ) کتبِ تاریخ (طبری، ابن کثیر) شروح حدیث، شرح نووی وغیرہ سے آئی ہے۔

یعنی: یہ ایک تاریخی / رجالی قول ہے، حدیثی نص نہیں ہے اور اگر کسی کتاب حدیث میں کہیں کاتب وحی لکھا بھی ہو تو اس کی سند میں ضعف ضرور ہوگا (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

یہ کہنا درست ہے کہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کاتب تھے. نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لکھتے تھے خطوط، معاہدات، دستاویزات میں سے کبھی کچھ لکھتے تھے لیکن یہ کہنا کہ:"یہ بات حدیث کی کسی کتاب میں صراحتاً آئی ہے کہ وہ کاتبِ وحی تھے" حدیثی امانت کے خلاف ہے۔ حاصل گفتگو یہ کہ حدیثی کتب میں صراحتاً حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا کاتبِ وحی ہونا بطور صحت ثابت نہیں یہ بات تاریخی ورجالی مصادر سے منقول ہے دونوں میں فرق کرنا علمی دیانت کا تقاضا ہے۔

(3) حضرت عبد اللہ بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں سنن ابی داؤد میں ہے

«كَانَ كَاتِبَ كُتُبِ النَّبِيِّ ﷺ»

(سنن أبي داود، حديث: 2991)

(طبقات ابن سعد، ج2. حیدری)

(4) حضرت المغيرة بن شعبة

(5) حضرت عمرو بن العاص

(6) حضرت شرحبیل بن حسنۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عنہم

(یہ سب مکاتیب و معاہدات میں معروف ہیں — طبقات ابن سعد، مسند احمد)

کاتبینِ مکاتیب: تقریباً 20 سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے لیکن کاتبین وحی تقریباً سات سے دس ہیں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کا فیصلہ کن قول ہے:
«وَلَمْ يَكُنْ يَكْتُبُ الْوَحْيَ إِلَّا الْخُلَّصُ مِنَ الصَّحَابَةِ»
(فتح الباري، ج9، ص18)
ترجمہ: وحی الٰہی صرف خاص اور منتخب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی لکھتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ وَخَاتَمُ نَبِيِّكَ، فَثَبِّتْنَا عَلَى هٰذَا الْإِيمَانِ حَتَّى نَلْقَاكَ۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ فِتَنِ الْكَذَّابِينَ وَالدَّجَّالِينَ، وَاجْعَلِ الْحَقَّ عَالِيًا إِلَى يَوْمِ الدِّينِ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔ آمین ثم آمین۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ ابو الحماد محمد اسرافیل حیدری المداری

خادم الافتاء جامعہ عربیہ مدار العلوم مدینۃ الاولیاء مکنپور شریف کانپور نگر. یوپی ،انڈیا 209202. رقم الجوالہ

+91 9793347086

مزید فتوے پڑھنے اور ڈاؤنلوڈ کرنے کے لئے ہماری ویبسائیٹ پر جائیے
ویبسائیٹ → Madaarimedia.Com
madaariyadaarulifta@gmail.com

ناشر
المدار اکیڈمی خانقاہ عالیہ مداریہ دارالنور مکنپور شریف
+91 98383 60930